رضی الدین احمد

قال اللہ تعالیٰ

یریدون ان یطفئوا نور اللہ بافواھھم ویابی اللہ الا ان یتم نورہ ولو کرہ الکافرون

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

بلغوا عنی ولو آیۃ

رسالہ

فتنۂ ارتداد اور مسلمانوں کا فرض

مصنفہ

مولوی محمد اسعد اللہ صاحب مدرس مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور

باہتمام لالہ شیتل پرساد صاحب پرنٹر

شانتی پرنٹنگ پریس سہارنپور میں طبع ہو کر شائع ہوا

نوٹ۔ اس رسالہ کو آپ خود بھی دیکھیے اور دوسرے بھائیوں کو بھی دکھائیے
جو صاحب نہ پڑھ سکتے ہوں اُن کو اسکا مضمون سمجھا دیجیے

قیمت ایک پیسہ

۲۰۰۰

دوسری بار

فتنۂ ارتداد اور مسلمانوں کا فرض

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ

اَمَّا بَعۡدُ - آتش ارتداد کے اسلام سوز شعلے راجپوتانہ سے گذر کر چار اطراف ہند میں نہایت سرعت و کامیابی سے پھیلتے جاتے ہیں - خرمن اسلام کی پھونکنے والی چنگاریاں بہت سے غیر مشہور مقامات پر آمادۂ اشتعال ہیں - ہندوستان کے چپہ چپہ کو اسلامی تبلیغ کی اشد ضرورت ہے - ہر مسلم کو آتش کفر کا مقابلہ درپیش ہے - مخالفین اسلام کی خفیہ ریشہ دوانیوں کا راز طشت از بام ہوتا چلا جاتا ہے - نہاں کے مانند آن رازے کزو سازند محفلہا خود ارتداد کے بانی سوامی شردھانند کا قول ہے کہ ہم نے ہندوستان کے ہر گوشہ میں چنگاری لگا دی ہے اور اب ہم اسکو ہوا دیکر مشتعل کرینگے - بلکہ شردھانند کے عزم و ارادوں کے لحاظ سے وہ دن عنقریب آنیوالا ہے جب ہندوستان کے چھ کروڑ مسلمانوں کا دامن

جلتا ہوا نظر آئیگا - کراچی میں آریہ سماج کے سکریٹری نے اسلام کے خلاف تقریر کرتے ہوئے جوش کے لہجہ میں بیان کیا کہ "مسلمان ظالم ہیں انکو دنیا سے مٹا دو - مسلمانوں کو دنیا میں رہنے کا کوئی حق حاصل نہیں اسلئے کہ وہ مقدس ویدوں کو نہیں مانتے -"

اخبار پرتاپ نے مالوی جی کی تعریف کرتے ہوئے بیان کیا ہے کہ "ہستی تہذیب کا قیام ہندوؤں سے ہی ہے - دنیا کی بربادی کا سامان صرف مسلمان ہیں مشعل اسلام کو بجھا دینا چاہیے"۔

پروفیسر رام دیو گورنر گورو کل کانگڑی نے کہا کہ "آریہ سماج کا جھنڈا مکہ مدینہ اور تمام دنیا میں بلند کیا جائیگا" - اس قسم کے سیکڑوں واقعات ہیں جنکی تحریر سے زبان قلم گھبراتی ہے -

ہمارا یہ خیال یقیناً غلط ہے کہ ان ناگوار اور سامعہ خراش، صداؤں کا منبع خاص خاص اشخاص ہیں - حالات حاضرہ، وکوائف موجودہ، اور ہمارے چشم دید واقعات نے روز روشن کیطرح واضح کر دیا ہے کہ ہر سناتن دھرمی، ہر آریہ سماجی، بلکہ ہر ہندو بچہ، دیانند، شردھانند ہے -

ہمارا یہ وہم بھی بالکل فاسد ہے کہ صرف مسلم راجپوتوں کا اسلام آتش ارتداد کے عالمگیر شعلوں سے خطرہ میں ہے - بلکہ ارتداد کے طوفان سے ہندوستان کے اکثر مسلمانوں کی کشتی ایمان خطرہ میں ہے - آریوں کے قول کے مطابق اشدھی کی تعداد دس ہزار تک پہنچ چکی ہے - ایسی معقول تعداد کا دائرہ اسلام سے خارج ہو جانا صدمہ جانکاہ ضرور ہے - لیکن اس کو ناامیدی کی حالت سمجھنا مسلمانوں کے تہور و عزم استقلال کے بالکل خلاف ہے اپنی قوتوں کو وقف ناامیدی کرنا دین و عقل سے بعید ہے - مسلم راجپوتوں کا ارتداد آریہ سماج کی بیس سالہ جان توڑ

کوششوں کا نتیجہ ہی۔ اِن ناجائز کوششوں کی کامیابی مذہب کی حقانیت یا آریہ سماج کی روحانیت پر مبنی نہیں ہی۔ ورنہ لالہ ہنسراج و سوامی شردہانند جی ملکانوں کو سناتن دہرمی نہ بناتے اور ان کو بُت پرستی کے قعرِ ذلت میں گرفتار نکرتے بلکہ اپنی مذہب میں جذب کرنے کی سعی کرتے اور مزہ کی بات یہ ہے کہ سناتن دہرم میں مذہبی حیثیت سے کوئی شخص داخل ہی نہیں ہوسکتا۔ ع۔ ببیں تفاوتِ رہ از کجاست تا بکجا۔

آریوں کی تمام مساعی سیئہ کی کامیابی کا راز بیشمار مال و دولت میں مضمر ہے وہ اکثر مقامات پر دامِ زر سے ناواقف ملکانوں کو شکار کرتے ہیں۔ جھوٹی افواہوں اور غلط خبروں سے نیز ہندو حکام کے زور سے بھی اس ناجائز تحریک کو کامیاب بناتے ہیں۔ یہ کامیابی جس کا بڑا حصّہ افترا پردازی پر مبنی ہی۔ آریہ سماج کی سالہاسال کی سرگرم کوششوں کا نتیجہ ہی۔ اسکے روکنے کیلئے بھی پیہم اور مستقل عمل و تبلیغ کی ضرورت ہے۔ برسوں کی یکطرفہ کوششوں کا جواب دنوں میں نہیں ہوسکتا۔ ہاں اب مسلمانوں کو غفلت کی نیند سے بیدار ہوجانا چاہیئے اور اس زحمت کو رحمت بنالینا چاہیئے۔

مسلمانوں کیلئے ہر مصیبت تازیانۂ عبرت ہے، اگر اُنہوں نے اسکے منشاء پر غور کرکے اصلاح کرلی تب تو خضرِ راہ ہی۔ ورنہ ورطۂ ہلاکت۔ ابتک مسلمان حُسنِ ظن اور خوش اعتقادی کی شراب کے نشہ میں چور تھے۔ بلاوجہ مطمئن تھی کہ اسلام پر کوئی مذہب غالب نہیں آسکتا۔ واقعہ تو یہی تھا لیکن بہت افسوس سے کہنا پڑتا ہی کہ اب وہ مسلم ہستیاں صفحۂ دنیا سے معدوم ہوچکی

ہیں جنکا اسلام پر کوئی تعصب غالب نہیں آسکتا تھا۔ ایسے ہی مسلمانوں کو [illegible] فتنہ
کا مقابلہ درپیش ہے۔ صرف آریوں کا پھیلایا ہوا فتنہ سنہ ۱۹۲۳ء سے ہندوستان میں
غازی محمود صاحب ہرمپال کے ارتداد سے قائم ہوا تھا۔ (آپ سنہ ۱۹۱۲ء میں بہ مشرف
باسلام ہوئے) بمقامات اٹاوہ۔ کانپور۔ فرخ آباد۔ میرٹھ وغیرہ میں پھر سنہ ۱۹۲۰ء سے آتشباری کر رہا ہے۔
ہمارے خیال میں فتنۂ ارتداد کی موجودہ رفتار ہر مسلم ہستی کے ذمہ دو فرض عائد
کرتی ہے۔ (۱) ناواقف مسلمانوں کو ارتداد سے بچانا۔ (۲) غیر مسلموں میں تبلیغ اسلام کرنا۔

ہر مسلم ہستی کا پہلا فرض

اولاً۔ تو ناواقف مسلمانوں کو اس عالمگیر آگ کی چنگاریوں سے بچانا اور
ہر قسم کی مالی، جانی، قلمی، قدمی کوشش سے دریغ نہ کرنا۔
ہمارے دشمن جن جان توڑ کوششوں سے کام لے رہے ہیں وہ مخفی نہیں ہیں
لہذا بہرحال جوابی کوششوں کا پایہ بہت بلند ہونا چاہیئے ورنہ رسوائی ہے اور ہم ہیں۔
اسوقت تک تمام مبلغین کی آرا کا اتفاق ہے کہ ملکانوں کے ارتداد کی دفاعی کارروائی
کیلئے قومی پنچایت سے زیادہ کوئی شے مفید نہیں ہے۔ لہذا جہانتک ممکن ہو مسلم راجپوتوں
کے وفود علاقۂ ارتداد میں جلد روانہ کرنے چاہئیں۔ اسکے بعد مدرسے قایم کرنا مفید پایا گیا

ہے۔ لہذا مدافعینِ اہلِ اسلام کی توجہ تمام انہیں دو امروں کی جانب مبذول ہونا چاہئے اور معاونین کو انہیں دو مدوں میں معاونت واشتراکِ عمل سے کام لینا چاہیئے۔

عہدِ حاضر میں لکچر، تقریر، وعظ، مذہبی مناظرہ کی بالکل ضرورت نہیں ہے وہ لوگ مطلقاً مفہوم مذہب سے ناآشنا ہیں۔ یہی وجہ ہو کہ وہ آریہ سماج کی ناجائز کارروائیوں سے متاثر ہو کر بُت پرستی اختیار کر لیتے ہیں اور ان کو پتہ بھی نہیں چلتا کہ راہبر ہی رہزنی کر رہے ہیں اور یہ اشدھی کرنیوالے آریہ بُت پرستی کے منکر ہیں یہ وید کی تعلیم کو توحید ہی میں منحصر کرتے ہیں۔ البتہ آیندہ وہ زمانہ ضرور آئے گا کہ علی الاعلان عقایدِ اسلامیہ کی حقانیت اور اس کے لطائف ونکات، رموز واشارات، حکم وفوائد بیان کئے جائیں گے۔ وہ وقت مسلمانوں کیلئے زمانہ موافق ہوگا۔ اُسوقت میں فتح وظفر مسلمانوں کے ہمرکاب ہوگی۔

آریہ سماج اسی خوف کی وجہ سے کہیں اس زہرِ ہلاہل کا جام اور اس سمِ قاتل کا پیالہ نہ پینا پڑے۔ باوجود بار بار دعوت دینے کے مقابلہ مناظرہ کیلئے آمادہ نہیں ہوتے۔ انکی تمام عمر کا تجربہ ہو کہ مسلمانوں سے مناظرہ اور مسلمانوں کی کامیابی توأم ہیں۔ علمائے اسلام سے گفتگو اور آتش ارتداد کا بردا وسلاماً (بجھنا) ہونا لازم وملزوم ہیں۔

برادرانِ اسلام! وہ وقت بہت قریب ہے، کہ داورِ محشر کے سامنے ہم دست بستہ کھڑے ہونگے۔ عادلِ حقیقی کے سامنے ہماری زندگی کے کل حرکات وسکنات، اقوال

وافعال، افکار وتخیلات، پیش ہوں گے اور ہم سے سوال ہوتا ہوگا کہ اے احسان فراموش مسلمانو! اور اے دین فروش مسلمانو! اے دنیا کے مال وجاہ میں گرفتار ہو کر ہمکو اور ہمارے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کو بھولجانیوالے مسلمانو! جب اسلام کی کشتی گرداب کفر میں پھنس رہی تھی۔ تم نے اسکے نکالنے کی کوئی فکر کی۔ جب اس دین پر جسکو ہم نے اِنَّ الدِّیْنَ عِنْدَ اللّٰہِ الْاِسْلَامُ (ترجمہ) اللہ تعالیٰ کے نزدیک دین اسلام ہی ہے) کہا ہے۔ ہزاروں مصیبتوں کے پہاڑ ٹوٹ رہے تھے، تم نے کوئی مدافعانہ کارروائی کی میرے پیارے بھائیو! بتاؤ ہم اُسوقت کیا جواب دینگے۔ ہم کس خدمت کو پیش کرسکیں گے۔ ہم کس منہ سے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (فداہ روحی) سے شفاعت کرا سکیں گے، جسطرح ہر مسلم ہستی کا یہ فرض ہے کہ خود ارتداد کے خلاف پیہم مساعی جمیلہ میں مصروف کار رہے، اسی طرح یہ بھی اسکا فرض ہے کہ دوسرے مسلمان بھائیوں کو بھی اس خیر محض و نفع خالص کیلئے آمادہ و مستعد کرے مخبر صادق کے قول الدال علی الخیر کفاعلہ (ترجمہ) نیک کام بتانیوالا بھی ایسا ہی ہے جیسا نیک کام کرنیوالا) کا مصداق ہے۔ اخیر کے شعبہ میں ہمارے علماء کرام، مشائخ عظام ائمہ مساجد، واعظین، مقررین، مدرسین، اخبار نویس، وغیرہ حضرات بہت زیادہ حصہ لے سکتے ہیں اپنی کوششوں کو کامیاب بنانیکے لئے ضروری ہے کہ ہر مسلم ہستی جسکا کسی قسم کا بھی اثر ہو اپنے زیر اثر اصحاب کو اس دینی امر کی جانب متوجہ کردے ہمارے ہندوستان کے

مشائخ اگر اپنے حلقہ بگوشان عقیدت کو متحدہ قوت کیساتھ متوجہ فرما دیں تو بہت جلد نمایاں اور شاندار کامیابی کی قوی اُمید ہے۔

پیر جماعت علی شاہ صاحب نے اپنی سعی جمیل سے ایک شاندار مثال قائم کردی ہے۔ پیر صاحب نے اپنے کُل مریدوں کو جو لاکھوں کی تعداد میں ہیں ہدایت کی ہے کہ تدارک ارتداد کیلئے ہر مرید ایک ایک روپیہ ادا کرے۔ پیر صاحب اپنے بہت سے مریدوں کے ہمراہ بعد رمضان بنفس نفیس علاقہ ارتداد میں تشریف لیجائیں گے، اسی طریقہ پر اس نازک وقت میں دیگر باا ثر حضرات کو بھی کام لینا چاہیئے (ہمارا ارادہ ہے کہ مضمون مذکورہ علٰحدہ علٰحدہ خط کی صورت میں بھی بعض مشائخ کرام کی خدمت میں ارسال کریں)

اس نازک وقت میں بمصداق انما المومنون اخوۃ (ترجمہ) سب مسلمان بھائی بھائی ہیں) اخوتِ اسلامی کا مقتضا ہے کہ اسلامی ریاستیں اپنی متفقہ و متحدہ طاقتوں سے اسلام کی کشتی کو گرداب بلا سے نکالنے کی کوشش کریں۔ ہمارا ہرگز یہ مطلب نہیں ہے کہ مسلمان والیانِ ریاست ہندو حکام کی طرح ناجائز دباؤ ڈالکر کام لیں۔ بلکہ ہم چاہتے ہیں کہ جائز اور مناسب طریقوں سے مذہبی و منصبی فرائض کی انجام دہی میں قدیمی غفلت و تساہل سے کام نہ لیں تبلیغ و اشاعتِ اسلام، اعلائے کلمۃ اللہ و تردید کفر میں جلد سے جلد جائز ذرائع کو استعمال کریں۔ ہمارا یہ خیال واقفیت سے کوسوں دور ہے، کہ ہر مذہبی معاملہ میں علماء ہی جواب دہ ہیں۔ ہر مذہبی بار کے متحمل علماء ہی ہیں اگر اللہ تعالٰی کے انعامات صرف علماء ہی پر ہوتے۔ اگر اسلام علماء

ہی تک محدود ہوتا تو ہمارا یہ باطل خیال اقرب الی الصواب ہوتا جس شخص پر لفظ "مسلم" صادق آتا ہی۔ جو ہستی توحید و رسالت کی قائل ہے۔ جو متنفس اسلام کے دامن کے ساتھ وابستہ ہے اسکا فرض ہی کہ ہمہ تن تائید اسلام و تردید کفر کیجانب متوجہ ہو جائے۔ یوم النشور کی باز پرس تمام مسلمانوں سے مساوی طریقہ پر ہوگی۔ ہر مسلم کو اس دن کے واسطے تیاری کی ضرورت ہے۔

ہر مسلم ہستی کا دوسرا فرض

ثانیاً۔ مسلمانوں کو اس فراموش شدہ فرض تبلیغ کی جانب بہت جلد متوجہ ہونا چاہیئے۔ جو تمام اصول شریعت کی بنا ہی۔ جابجا قرآن و حدیث میں جسکی تاکید کیگئی ہی، اوراق تاریخ سے جسکی اہمیت تمام فرائض پر معلوم ہوتی ہی۔

آغاز اسلام ہی مسلمانوں کی تعداد دہائیوں میں ہی، تمام عرب فتنہ و فساد پر تلا ہوا ہے، ہر شخص ایذا و دشمنی پر آمادہ ہی۔ شب و روز خیر الرسل ؐ کے قتل کے مشورے ہوتے ہیں ہر وقت نئی نئی سازشیں کیجاتی ہیں۔ ہر مسلم کا جان، مال، آبرو، خطرہ میں ہے۔ مگر باریتعالیٰ کا تاکیدی حکم ہے یاایھا الرسول بلّغ ما انزل الیک من ربّک وان لم تفعل فما بلغت رسالتہ واللہ یعصمک من الناس۔ (ترجمہ) ای محمد مصطفےٰ (صلی اللہ علیہ وسلم) اپنے رب کے احکام اسلام کی اگر آپنے (بفرض محال) تبلیغ نہ کی تو حق رسالت ادا نہ ہوگا۔ ہاں لوگوں کے شر سے) آپکا اللہ تعالیٰ محافظ ہی) میرے بھائیو! غور کا مقام ہی کہ ہم چالیس کروڑ

مسلمان اس پُرامن زمانہ میں فریضۂ تبلیغ سے پہلوتہی کرنے پر کیا جواب دے سکیں گے حالانکہ خیر الرسل کا ارشاد ہے کہ "کوتاہی تبلیغ سے حق رسالت ہی ادا نہ ہوگا"۔ فاعتبروا یا اولی الابصار۔

(اس آیت سے یہ بھی معلوم ہوا کہ مبلغین کا محافظ خدا ہے)

رحمۃ للعالمین فرماتے ہیں "روئے زمین کے ہر گھر میں کلمہ اسلام (لا اله الا الله محمد رسول الله) داخل ہوگا۔ اس برحق پیشینگوئی کا پورا ہونا تو ضروری ہے لیکن دارالابتلا (دنیا) میں دیکھنا ہے کہ کس مقدس جماعت کی سعی سے اسکی تکمیل ہوتی ہے۔

جس وقت ہندوستان میں مسلمانوں سے زائد کوئی دوسری ہستی مبغوض و ناپاک سمجھی جاتی تھی مسلمان ملیچھ کہلاتے تھے۔ حضرت خواجہ معین الدین اجمیری رحمۃ اللہ علیہ نے ہند میں تبلیغ کا سنگ بنیاد رکھا۔ آپ کی قوت باطنی و روحانیت سے ہزاروں غیر مسلم مشرف باسلام ہوگئے۔ تقریباً سنہ ۱۱۰۰ء میں البیرونی نے اپنی عمر کے ۵ سال گذار کر فقیرانہ رنگ میں علوم سنسکرت کی تحصیل کیلئے ہندوستان کا سفر کیا۔ اور تحصیل کے بعد پنڈتوں کی تعلیم میں مشغول ہوکر فرض تبلیغ سے سبکدوشی حاصل کی۔ اگر تطویل کا خوف نہوتا تو ہم تبلیغ کی اہمیت پر اسلامی نقطۂ نگاہ سے نہایت تفصیلی بحث کرتے۔

اگر ہم فریضۂ تبلیغ کی انجام دہی کو فراموش نکرتے تو اس روز بد کو نہ دیکھنا پڑتا۔ اللہ تعالی نے آریہ سماج کو مذہبی پیرایہ میں ہم پر مسلط کر کے ہمکو خواب غفلت سے چونکا دیا ہے کہ اے فرض اولین بھولجانے والے مسلمانو! تم سے تبلیغ اسلام تو کیا ہوتی، اشاعت کفر کو بھی نہ روکا گیا۔ اب بھی وقت ہے کہ اپنے فرائض کو پہچانو اور سامان آخرت مہیا کرو۔ اگر ہم آریہ سماج کے اس مفسدہ پردازی کا

احسان مانیں تو واقعی ہم بڑے احسان فراموش ہیں۔ انہوں نے ہم کو ہمارے فرائض سے آگاہ کر دیا اور ہمارے پژمردہ جذبات، اور افسردہ ولولوں کو از سرِ نو جیاتِ مذہبی سے معمور کر دیا مسلمانوں کا نہایت قابلِ قدر اور زرّیں اصول ہے "ھل جزاء الاحسان الا الاحسان۔" (ترجمہ) احسان کا بدلا احسان ہی سے ہو سکتا ہے) نیز تمام عقلا متفق الرائے ہیں کہ محسن کا شکریہ ادا کرنا واجب ہے۔ لہٰذا ہم مسلمانوں کو ضروری ہے کہ اپنے قدیم طرز کے موافق آریوں کے احسان کا بدلہ بہ زیادہ احسان کریں۔ اگر انہوں نے ہم سے غفلت دور کی ہے تو ہم اُن سے کفر دور کریں۔ اگر انہوں نے ہم کو ہمارا بھولا ہوا فرض یاد دلایا ہے تو ہم اُن کو ابدی نجات کا ذریعہ اور سچے مذہب کا رستہ بتائیں اگر اُنہوں نے چھ کروڑ مسلمانوں کی آنکھوں سے پٹی کھولی ہے تو ہم بائیس کروڑ ہندوؤں کو قعرِ ذلّت کفر سے اوجِ عزّت اسلام پر نکال کر لائیں۔

اسلام ایک تبلیغی و تعلیمی مذہب ہے، جو ہمیشہ تبلیغ ہی سے دنیا کی زبردست سے زبردست طاقتوں کو راہِ مستقیم پر لا رہا ہے۔ وہ قومیں جو دولت و زر کے نشہ میں سرشار تھیں، وہ طاقتیں جو بہادری و شجاعت کی شراب سے مست تھیں، وہ ہستیاں جو فلسفہ و مادہ پرستی پر جان دیتی تھیں صرف اسلامی احکام کی تبلیغ پر سرِ تسلیم خم کرتی رہی ہیں۔ اسلام کی روحانیت اُن کی مادی طاقتوں کو اپنے اندر جذب کرتی رہی ہے۔ ورنہ ناممکن تھا کہ ایک یتیم اور ان پڑھ بے یار و مددگار لڑکا (نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم) تمام دنیا سے مقابلہ کر کے غالب ہوتا۔ مسلمانوں کے اس انتہائی تنزّل اور انحطاط کے زمانہ اور کس مپرسی کے عہد میں بھی اسلام خود بخود اپنے حلقہ بگوشوں کی تعداد کو

بڑھتا رہتا ہے۔ گذشتہ مردم شماری کی رپوٹیں بتلاتی ہیں کہ کروڑوں کی تعداد میں ہندو بھائیوں میں کمی اور مسلمانوں میں زیادتی ہوئی ہے۔ حتی کہ بعض بھائیوں نے لکھا تھا کہ اس رفتار سے اندیشہ ہے کچھ دنوں میں کوئی ہندو بھی باقی نہ رہیگا۔ صرف صوبہ پنجاب میں سنہ ۱۹۰۱ء سے سنہ ۱۹۱۱ء تک ۶ فیصدی مسلمانوں کی مردم شماری میں اضافہ ہوا تھا اب بھی اسکا تقریبی اندازہ اس فہرست سے ہو سکتا ہے جو قومی مذہبی اخباروں میں "قبول اسلام" کے عنوان سے جاری ہو رہی ہے اس پژمردگی کے زمانہ میں بے تحریک دائرہ اسلام کا وسیع ہونا باواز بلند روحانیت وحقانیت اسلام کی گواہی دے رہا ہے کہ اے حق کے ڈھونڈنے والو اور اے سچ کے طلب کرنیوالو آؤ اور اپنے دلوں کو نور ایمان سے منور کر لو۔ یہ وہ وقت ہے کہ اسلام بزور شمشیر تو کیا پھیلتا، مسلمان تلوار پکڑنا بھی نہیں جانتے اور اسکے اجزاء کے نام وغیرہ سے بھی ناآشنا ہیں۔ نہ اب اورنگ زیب کی حکومت ہے۔ ہم آریوں کے اس اعتراض پر کہ اسلام بزور شمشیر پھیلا ہے نہایت تفصیلی روشنی ڈالتے مگر اب اعتراض آریوں کیواسطے بے سود، بلکہ مضر ثابت ہوا ہے۔ کیونکہ آریہ اس اصل بہتان سے سیدھے سادے ملکانوں کو بہکاتے تھے کہ "اورنگ زیب نے تمھارے آبا و اجداد کو زبردستی تلوار کے زور سے مسلمان کیا تھا فی الحقیقت وہ ہندو ہی تھے اور تم بھی ہندو ہی ہو" تو مسلم راجپوت اس مکاری اور افترا پردازی کی تہ کو پہونچگئے کہ آریہ ہم پر بہت سخت حملے کرتے ہیں اور ہمارے آبا و اجداد کی بطرح توہین وہتک کرتے ہیں۔ وہ دال کے کھانے والے بنیو اور کمین ذات کے بھنگی چماروں سے بھی زیادہ کم ہمت اور نامرد تھے جنہوں نے مسلمانوں کی تلوار سے ڈر کر اپنے مذہب کو خیرباد کہدیا

اور بنئے بقال جنگی چمار تلوار سے نہ ڈرے اور اپنے دہرم پر جمے رہے ہمارے آریہ بھائیوں کی دیدہ
دلیری قابل داد ہے۔ اولاً تو یہ کہنا کہ تکو بزور شمشیر مسلمان کیا گیا اور پھر اورنگ زیب کے زمانہ میں
چہ خوش گفت است سعدی در زلیخا + الا یا ایہا الساقی ادر کاسا و ناولہا
حالانکہ راجپوت خاندانوں کا حضرت عالمگیر رح کے زمانہ میں مسلمان ہونا تاریخ سے ثابت
نہیں بلکہ اکثر راجپوت اکبر کے زمانہ میں مشرف باسلام ہوئے ہیں جسکی بابت کوئی تاریخ
داں یہ لفظ نہیں کہہ سکتا کہ اُسنے زبردستی مسلمان کرنیکا خیال بھی کیا ہو۔ جہانگیر اور
شاہ جہاں کے زمانہ میں بھی راجپوت مسلمان ہوتے رہے ہیں۔ پنجاب کے اکثر راجپوت اکبر
سے بہت پہلے فقرا و علماء کے ہاتھ پر مسلمان ہوئے ہیں۔ آریوں کے اس حملہ سے مسلم
راجپوت اور گوجر بھی اس شکایت میں شامل ہیں اور ان سب کی تجویز ہے کہ اشدھی سبھا
پر ہتک عزت کا دعویٰ کریں بعض ہندو راجپوت کہتے ہیں کہ راون کا سیتا جی کو بھگا کر لیجانا
برہمنوں کا شرارت آمیز افتراء ہے کہ راون برہمن تھا اور ایک بہادر راجپوت کی بیوی کو چرا کر
لیگیا۔ گویا برہمن راجپوتوں کی استریوں کو بزور چھین سکتے ہیں اور اس واقعہ کو ہر سال رام لیلا
میں دکھانا اور اشتعال انگیز ہے مسلم راجپوت و گوجر باواز بلند کہہ رہے ہیں کہ ہمارے بزرگوں
نے اسلام محض اسوجہ سے قبول کیا ہے کہ وہ بہادروں کا سچا مذہب تھا۔ (گو اسوقت ہم نے اسطرف
توجہ نہ کی کہ اسلام بزور شمشیر نہیں پھیلا۔ لیکن ہم سوامی شردھانند کو چیلنج دیتے ہیں کہ وہ
جسوقت چاہیں اس مسئلہ پر اور اسی طرح ہر اختلافی مسئلہ پر مناظرہ کرلیں۔ مناظرہ سے
دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی علیحدہ علیحدہ ہو جاویگا۔ ہمارا خیال ہے کہ سوامی جی اس
سے پہلو تہی نفرمائیں گے۔) مقدس اسلام نے غیر مسلم اقوام کیلئے اپنے عروج کے زمانہ میں

راجپوت اصطلاح ہنود میں ایک بہت سے بہندو

تین چیزیں پیش کی ہیں، اُن میں سے اوّل بات یہ کہ "مسلمان ہو جاؤ"، ہمکو اختیار کرنا چاہئے
اور دنیا بھر کے غیر مسلم بھائیوں کو اس امر خیر کی جانب جس طریقہ سے بھی ہو سکے متوجہ کرنا چاہیئے
ہم چاہتے ہیں کہ علماء ہی نہیں بلکہ ہر مسلمان چھوٹا بڑا امیر غریب دیہاتی شہری، شاگرد، استاذ
پیر مرید شب و روز اسی دھن میں ہیں [illegible] دماغ میں ہر وقت یہی تخیلات چکر لگائیں۔ اگر ہم نے
اپنے سچے اسلام کیواسطے اس معمولی جانفشانی سے کام لیلیا تو ہمیں خدائے قدوس کی
ذات سے قوی اُمید ہے کہ ہم کامیاب ہونگے اور کفر و ضلالت کا بادل آسمانِ اسلام سے پارہ پارہ
ہو کر اُڑ جائے گا۔ دنیا کے ہر گوشہ سے لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ محمد رسول اللّٰہ کی صدا آنے لگے گی
ہمکو بہت افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ عام مسلمانوں سے قطع نظر کرکے ہمارے اکثر علما بھی ہندو مذہب
سے بالکل واقف نہیں ہیں اور آریہ سماج کا ہر شخص اسلام کے متعلق دو چار اعتراض ضرور
جانتا ہے۔ لہٰذا ضرورت ہے کہ ہم اُن دو رسالوں سے جو ہمارے بعض علماء نے اسلام کی خوبیاں اور
مذاہب باطلہ کے نقائص ظاہر کرنیکے واسطے تحریر فرمائی ہیں مدد لیں۔ اور علماء کو متوجہ
کریں کہ وہ اس میدانِ عمل میں تشریف لاکر شریکِ عمل ہوں ہم انشاء اللہ مدرسہ عالیہ
مظاہر علوم سہارنپور کے بعض علمائے کرام کو اسپر آمادہ کرینگے۔ ہمارا فرض ہوگا کہ ہم
اپنے بھائیوں کے ہر شبہ اور ہر اعتراض کا نہایت موزوں الفاظ میں جواب دیں اور بمقتضائے
مصلحت و ضرورت مناسب مضمون کے عام فہم رسالے شائع کریں، اشتہار تقسیم کریں،
کوچہ و بازار میں تقریر کریں، لیکچر دیں، دوستانہ گفتگو کے دوران میں بھی اسکے ترشحات سے
کام لیں، ہر جگہ کی زبان میں مفید مضامین کا ترجمہ شائع کریں۔ نامہ نگار حضرات اخبارات میں
اس قسم کے بھی مضامین لکھیں۔ اگر ہر شخص نے تبلیغ کو اپنا فرض سمجھ لیا تو سہل سے سہل
طریقے خود بخود سمجھ میں آنے لگیں گے۔ (فانّ الضرورۃ اُمّ الایجاد) (ترجمہ) کیونکہ ضرورت

ایجاد کی ماں ہی) اور انشاء اللہ تعالیٰ تمام قومی کاموں کے اس میں چندہ کی نوبت بھی بہت کم آئیگی۔ ہم تحریک تبلیغ کے بارآور بنانے میں جبھی کامیاب ہوسکتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے امتیازی وصف "اخلاق" کو ہاتھ سے نہ جانے دیں۔ اگر ہمارے بھائی تبلیغ سے ناراض ہوں برا بھلا کہیں اور [illegible] کے درپے ہوں تو ہمکو باری تعالیٰ سے ان کے اسلام کے لئے دعا کرنا چاہیئے اور بددل ہوکر کبھی انتقام کا ارادہ نکرنا چاہیئے۔ ہم قیامت تک اُن سخت تکالیف کو فر[illegible] نہیں کرسکتے جسکو ہمارے پیشوا صلی اللہ علیہ وسلم نے تبلیغ اسلام کیلئے بطیب خاطر برداشت لیا۔ آج مسلمانوں کو اُسی ہستی کی نیابت کرنا ہے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مشرکین عرب کی تکالیف پر فرمایا کرتے تھے:۔ اللھم اھد قومی فانھم لا یعلم[illegible] (ترجمہ) اے اللہ میری قوم کی ہدایت کر کیونکہ وہ انجان ہیں۔ ہمکو ضرورت ہے کہ ہم اپنے برادران وطن (ہندوؤں) سے تعلقات پیدا کریں اور اُن کو موقع بموقع سچے اسلام کی خوبیاں بتلاتے رہیں۔ جب مذاہب باطلہ باربار کی دعوت اور روزمرہ کی تبلیغ سے پھیلتے جاتے ہیں تو کیا خدا کا سچا دین تبلیغ سے نہیں پھیلے گا؟۔

برادران اسلام! آریہ سماج کو جو عیارانہ کامیابی بیس سال میں میسر ہوئی ہے اگر آپ کوشش فرماویں تو میں یقین کرتا ہوں کہ چار سال میں اس سے چوگنی ترقی حاصل ہو جائے۔ اگر آپ چاہتے ہیں کہ راجپوتانہ سے فتنۂ ارتداد مٹ جائے تو آپ ہر شہر میں اور اُسکے دیہات میں سرگرمی سے تبلیغ شروع کر دیجئے۔ لامحالہ آریہ اس طرف متوجہ ہو جائیں گے اور اُدھر سے زور کم ہو جائیگا۔ ابتک آریہ اپنی پوری قوت آگرہ متھرا ایٹہ پوری گڑگانواں وغیرہ پر اسلئے صرف کر رہے ہیں کہ اُن کو اپنے مورچوں پر کافی اطمینان ہے۔ جنگ کا قاعدہ ہے کہ دشمن کی تو

تو تقسیم کرکے کامیابی کا بیڑا اٹھایا جا [illegible] بالکل ظاہر ہے کہ ہمارے بہت سے برادران اسلام اپنا کاروبار
اہل و عیال چھوڑ کر علاقۂ ارتداد [illegible] سکتے اسلیے اس سے بہتر اس جہاد میں شریک ہونیکی
کوئی صورت نہیں کہ وہ گرد و نواح کے ہندوؤں کو تبلیغ شروع کردیں۔ ہماری دلی تمنا
ہے کہ مسلمان اس [illegible] ہوجاویں۔ اور ان کا تن من دھن تبلیغ کیواسطے
وقف ہو [illegible] لوگ اُن کو دیوانہ اور [illegible] سمجھنے لگیں ؎

[illegible] شرط اول قدم آنست کہ مجنوں باشی

خدا کا شکر ہے کہ ہندوستان [illegible] اکثر اضلاع میں [illegible] قائم ہیں ہر ضلع کے مسلمان بجائے خود اپنے ضلع میں
علماء کی مدد سے تبلیغ کے کام کو انجام دیں [illegible] بقیہ [illegible] اس کام کو جاری رکھیں۔ تمام خاص
ضرورتوں کیواسطے وہ اور دوسرے [illegible] سکتے ہیں۔ جو انہیں سمجھ میں آویں
ان کو اپنے علماء سے دریافت کرکے شائع کریں۔ ہمارا جی چاہتا ہے کہ مسلمان کام شروع کردیں
پھر انشاء اللہ تعالیٰ تمام سامان خود بخود مہیا ہوتے جاویں گے۔ السعی منا والاتمام من
اللہ۔ (ترجمہ ہم تو کوشش کرنیوالے ہیں پورا کرنیوالا خدا تعالیٰ ہی ہے) خدا خود میر سامان است
ارباب توکل را۔ اگر ہمنے عزم مصمم کرلیا کہ تبلیغ کے فریضہ کو بہرحال انجام دینا ہی ہے تو انشاء اللہ
ہر مانع مرتفع ہوجائیگا۔ میرے پیارے بھائیو! ذرا سوچو کہ اگر ہمارا مال، دولت، جان اسلام کے
کام نہ آیا۔ اور ہم نے اسکو خدا تعالیٰ خوشنودی کیلیے خرچ نہ کیا تو کیا نعوذ باللہ شیطان کے
کام آئے گا۔ ہم آخر میں اپنے مسلمان بھائیوں کی خدمت میں نہایت ادب سے التجا کرتے
ہیں کہ خدا کیواسطے ہماری آواز کو خالی نہ جانے دینا۔ نوٹ۔ تدارک ارتداد کے متعلق ہر مسلمان
بچہ، بوڑھا، جاہل، عالم کام کرسکتا ہے لہذا جو صاحب اسمیں حصہ لینا چاہیں اور ضرورت سمجھیں وہ ہم سے ملیں یا
خط و کتابت کریں فقط۔ محمد اسعد اللہ مدرس مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور